جہنم کے سوداگر
THE TRADERS OF HELL
محمد جبران
ایم فل اسکالر
Episode 11
خونی سوئیاں
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

خونی سوئیاں (گیارھویں قسط)

اس کے جاتے ہی کمرے میں ایک ملازم ٹرے لے کر داخل ہوا۔ اس میں تین چائے کے کپ رکھے ہوئے تھے۔ کمرے کی سیٹنگ کی مناسبت سے انسپکٹر جنید ٹیبل کی دوسری جانب جبکہ میں ان مقابل میں بیٹھا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک کرسی خالی پڑی ہوئی تھی۔ ہماری بائیں جانب ایک بڑا صوفہ رکھا ہوا تھا جس پر اب سے کچھ دیر قبل تک ڈاگ براجمان تھا۔ ملازم نے ایک چائے کا کپ میرے سامنے رکھا اور دوسرا میری ساتھ والی خالی کرسی کے پاس جبکہ تیسرا کپ وہ انسپکٹر جنید کے سامنے رکھ کر وہاں سے چلا گیا۔

جوں ہی وہ کمرے سے نکلا انسپکٹر جیند دوسری طرف سے بائے بول کر رسیور کریڈل پر رکھ چکا تھا۔ اس کے بعد اس نے میری جانب غور سے دیکھا اور مسکرا کر کہنے لگا۔

"میں آپ کو کمرے میں کیا لے کر آیا میری تو جان حلق میں آ گئی۔ مجھے تو فون پے فون آ رہے ہیں پر میں آپ کے ساتھی کی وجہ سے صرف ہوں ہاں پر گزارہ کر رہا ہوں۔۔۔۔"

میں نے چائے کا کپ اپنی جانب کرتے ہوئے جواباً مسکرا کر کہا۔:"کیوں انسپکٹر صاحب خیریت ؟میرے پشت پر کوئی پر لگے ہوئے ہیں یا میرے سر پر سینگ اُگے ہوئے جو ہر طرف سے آپ کو میرے لئے فون پر فون آ رہے ہیں۔۔۔"

وہ میری بات سن کر قدرے قریب ہوتے ہوئے رازدارنہ لہجے میں کہنے لگا"واقعی آپ صحیح کہتے ہیں، آپ بہت اسپیشل ہیں پہلے مجھے میرے محکمے کے سربراہ کی طرف سے فون آیا اور مجھے حکم ملا کے سارا معاملہ رفع دفع کر دیا جائے۔ اس کے بعد مجھے ایئرپورٹ انتظامیہ کے سربراہ کا فون آیا کہ آپ کے معاملے کو یہیں دبا دیا جائے اور کسی کو کان وکان خبر نہ ہو اس لئے بے فکر رہیں میں کوئی ایف آئی آر نہیں کاٹ رہا۔ کل رات ہی مجھے فوج کے اندرونی ذرائع سے فون آیا کہ آپ شام والی فلائٹ سے جا رہے ہیں اس لیے آپ کو ائیرپورٹ کی دیگر چیکنگ وغیرہ سے جلد از جلد فارغ کر کے

جانے دیا جائے۔ اب یہ تو آپ ہی بتائیں گے کہ آپ کے پاس کون سی ایسی جادو کی چھڑی ہے کہ سب ہی لوگ آپ کے لئے فکر مند لگتے ہیں بلکہ سب ہی بڑے لوگ کیونکہ مجھے اب تک جن جن کے فون آئے ہیں وہ بہت ہی بڑے افسر ہیں۔ اب تو مجھے بھی تجسس ہو رہا ہے کہ آپ میں ایسی کیا خاص بات ہے کہ سب ہی لوگ آپ کی تعریفیں کر رہے ہیں؟؟؟

اس کی بات سن کر میں بے اختیار مسکرا دیا: "نہیں جناب ایسی تو کوئی بات نہیں، خود میرے لئے بھی یہ حیران کن ہے کہ میں راتوں رات اتنا اہم کیوں ہو گیا۔ آپ کی باتیں سن کر مجھے بھی کافی تعجب ہوا ہے کہ میرے اوپر اتنے لوگوں کی نظر ہے اور وہ میری ایک ایک حرکت سے نہ صرف واقف ہیں بلکہ وہ اگر تھوڑا سا بھی محسوس کرتے ہیں کہ میں کسی خطرے میں ہوں تو وہ میری مدد کو دوڑے چلے آتے ہیں۔ پھر یہ تو وہی بتا سکتے ہیں کہ آخر مجھ کیا خاص بات ہے۔ اس کا تو یہ بھی مطلب ہوا کہ مجھے اب آئندہ پہلے سے زیادہ محتاط ہو کر رہنا چاہیے۔"

میری بات سننے کے دوران اس نے چائے کی ایک چسکی لی اور پھر کہنے لگا: "دیکھیں بات دراصل یہ ہے کہ مجھے کل رات ہی آپ کے آنے کی اطلاع مل چکی تھی اور مجھے تفصیل سے آپ کا نام اور شعبہ بھی بتا دیا گیا تھا۔ آپ کا نام وقار علی جان ہے اور آپ یہاں کی انٹیلی جنس میں کام کرتے ہیں دراصل میرے ایک دور کے کزن ہیں جن سے میری بہت زبردست دوستی ہے جو آپ کے محکمے سے حال ہی میں ٹرانسفر ہو کر فوج میں چلے گئے ہیں۔ ممکن ہے آپ انہیں جانتے ہوں ان کا نام کرنل بشیر ہے اور وہ کافی عرصہ تک انٹیلی جنس سے وابستہ رہے ہیں۔ کل ان کی کال آئی تھی اور انہوں نے مجھے آپ کے بارے میں سب کچھ تفصیل سے بتا دیا تھا۔ آپ ایک خاص مشن پر بیرون ملک جا رہے ہیں اس لئے میں آپ کا خاص خیال کروں۔ خیر میں آپ سے آپ کے مشن کی تو کوئی تفصیل نہیں پوچھوں گا صاف ظاہر ہے وہ سٹیٹ سیکرٹ ہے۔ لیکن جو آپ کے ساتھ یہ بندہ آیا ہے اور آپ کے سامنے کتے کی طرح دم ہلا رہا ہے یہ بندہ بہت مشکوک ہے۔ مجھے اس لئے اسے آپ کے ساتھ دیکھ کر تھوڑا تامل ہوا کہ کھل کر بات نہیں ہو سکے گی اور جو شخص آپ کو قتل کرنے کی غرض سے آیا تھا وہ یہاں کا مقامی بہت بڑا بد معاش ہے اسے لوگ بڑا کے۔ ٹو کے نام سے جانتے ہیں۔ یہ اسلام آباد کا بدنام زمانہ ڈان ہے سب لوگ اس سے ڈرتے ہیں بلکہ یہ تو پولیس کو انتہائی مطلوب ہے۔ مگر اس کی پشت پر بہت بڑے بڑے سیاست دان ہیں جس کی وجہ سے پولیس بھی اسے ہاتھ لگانے سے ڈرتی ہے۔"

"لیکن آپ تو ایئر پورٹ سے مطلق معاملات کو ڈیل کرتے ہیں پھر آپ کے پاس اس بڑا کے۔ ٹو کی اتنی معلومات کیسے ہیں؟"

"دیکھیں دراصل مجھے یہاں کا چارج سنبھالے ہوئے ابھی چھ ماہ کا ہی وقت ہوا ہے اس سے قبل میں پنجاب کے دیگر اضلاع میں بھی کام کرتا رہا ہوں اس لئے میرے پاس اتنی اندر کی باتیں نہ صرف پتہ ہیں بلکہ بہت سی کا تو میں خود گواہ بھی ہوں۔۔۔۔ دوسرا اب تک اس کی ڈیڈ باڈی اٹھا کر پارکنگ کی صفائی بھی ہو چکی ہو گی اور سب کچھ بالکل پہلے جیسا ہو چکا ہو گا۔ اس کی موت پر یہاں کے سیاست دان کچھ عرصہ شور مچائیں گے پھر گہرا سکوت طاری ہو جائے گا۔۔۔ ہم اسے آپس کی دشمنی قرار دے کر ایف آئی درج کر لیں گے اور پھر آپ کو پتہ ہے کہ جیسے ہی فائل کھلے گی پھر ویسے ہی فائل بند ہو جائے گی۔ سو یہ مسئلہ بھی آپ حل ہی سمجھیں۔ کیونکہ ان گینگسٹرز کے آپس میں بڑے پھڈے چل رہے ہوتے ہیں سو اسے ویسا ہی

http://paksociety.com

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

رنگ دے دیا جائے گا۔ لیکن اگر آپ عام شخص ہوتے تو پھر آپ سیدھا جیل جاتے کیونکہ یہاں سیاست دان کافی تگڑے ہیں مگر یہ والی گیم تو ان سیاست دانوں سے زیادہ اونچے لیول کی ہے سو سب کچھ ڈسپوز آف ہو جائے گا آپ بے فکر رہیں۔۔" اس کی بات ختم ہوتے ہی ڈاگ وولف اندر داخل ہوا اور میری برابر والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد ہمارے درمیان بہت کم ہی گفتگو ہوئی۔ کیونکہ جو اصل بات ہونی تھی وہ ہم پہلے ہی ڈسکس کر چکے تھے اب مزید بحث کی گنجائش نہیں تھی۔ ہم تینوں نے ایک ساتھ چائے ختم کی، میں نے اس سے اجازت چاہی تو وہ بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر وہ ہمیں دروازے تک چھوڑنے کے لئے آیا۔ اب مجھے بس ضروری چیکنگ کے بعد طیارے میں جا کر بیٹھ جانا تھا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

مجھے معلوم نہیں کہ کب تک ہماری بوٹ پانی میں رہی۔ سفر طویل سے طویل تر ہوتا چلا گیا مجھے آس پاس تو کہیں امید نہیں تھی کہ آبادی آجائے ۔اس دوران ہماری بہت اچھی گپ شپ بھی ہو گئی اس نے مجھے اپنی زندگی کی پوری روئیداد سنا ڈالی کہ وہ یہاں اس بوٹ پے کیا کر رہا تھا۔ مگر وہ شاید اس کے علاوہ اور کر بھی کیا سکتا تھا۔ اس کی حالت ہی اس کی اصل زندگی کی چغلی کھا رہی تھی۔ خیر مجھے تو دور دور تک پانی ہی نظر آ رہا تھا البتہ کہیں کہیں گھاس سے بھری پہاڑیاں بھی نظر آ جاتی تھیں۔ وہ نہایت ہی دلکش مناظر تھے جو میں نے اس سفر کے دوران دیکھ ڈالے تھے۔ میں نے جب گھڑی پر نظر دوڑائی تو اس وقت شام کے پانچ بج رہے تھے جبکہ سورج اب بھی اپنی تمام تر تپش کے ساتھ موجود تھا۔ البتہ بیچ سمندر میں اس کی تپش ہر گز محسوس نہیں ہو رہی تھی۔

مجھے پوری امید تھی کہ میرے پیچھے اس معصوم اور بھولے بھالے سپاہی کو ہوش آ گیا ہو گا اور پھر اس نے اپنے باقی ساتھیوں کو بھی کسی نہ کسی طرح آزاد کروالیا ہو گا۔ اگرچہ چابی اندر ہی کسی قیدی فوجی بھائی کے پاس رہ گئی ہو گی لیکن مجھے پوری امید تھی کہ اس اس معصوم سپاہی نے ضرور اپنی بندوق کا استعمال ٹھیک طرح سے کیا ہو گا اور اسی کی وجہ سے ان سب کی آزادی ممکن ہوئی ہو گی اس لئے مجھے ان کی طرف سے کوئی پرواہ نہیں تھی ۔البتہ مجھے اس پر اسرار جزیرے پر وقوع پذیر ہونے والی چیزوں کی بالکل سمجھ نہیں آئی تھی کچھ کا تو میں ذکر کر چکا ہوں جیسے فون کا کام نہ کرنا دوسرا تمام فوجیوں کا بیک وقت کو ڈکر انڈ آ جانا اس قدر لاپرواہی برتنے پر تو میجر ڈریگن کو چاہیے کہ اگر وہ سروس میں ہیں یا نہیں ہیں تب بھی ان سب کا کوٹ مارشل کر دے۔ جزیرے کا باقی نظام بھی انتہائی فضول تھا۔ جو مجھے سب سے زیادہ عجیب و غریب بات لگی وہ یہ تھی کہ جزیرے پر دھوپ پڑنے کے باوجود میرا سایہ ریت پر نہیں پڑ تا تھا۔ سائنس کے اصولوں کو مد نظر رکھا جائے تو اس حساب سے بھی یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ میرا سایہ کیوں نہیں بن رہا تھا۔ البتہ جہاں تک تعلق تھا باقی چیزوں کے سایا بننے کا تو وہ یقیناً زمین پر بن رہا تھا جیسا کہ درخت اور دیگر پتھر وغیرہ کا ۔لیکن اگر نہیں تھا تو وہ میرا نہیں تھا یہ بات مجھے شدت سے کھٹک رہی تھی۔

میں نے جس جگہ بم مارا تھا اور مجھے وہاں سے تین انسانی جانوں کے چیخنے کی آوازیں آئی تھی تھیں مگر جب میں جزیرے کے رائونڈ پر نکلا تو میں نے ایک اور خاص بات نوٹ کی اور وہ یہ کہ جن لاشوں کو جل جانا چاہیے تھا مجھے وہاں جلی ہوئی لاشوں کے بجائے جلے ہوئے ڈھانچے ملے۔ حالانکہ انسانی جسم

کو ڈھانچہ بننے میں کئی دن لگ جاتے ہیں باز اوقات تو یہ عمل کئی کئی ماہ تک نہیں ہو پاتا تو پھر جو لوگ میرے بم کا شکار ہوئے وہ ایک دم سے ڈھانچے میں کیسے بدل گئے۔

تیسری چیز جو مجھے حیران کن لگی وہ یہ تھی کہ جس شخص کو میں نے ایک گولی کے تبادلے میں گولی ماری تھی تو اس کے جواب میں مجھے ایک انسانی چیخ سنائی دی تھی جس کا مطلب واضح تھا کہ یا تو زخمی ہوا تھا یا پھر وہ مر گیا تھا۔ مگر حیرت انگیز طور پر نہ تو وہاں اس شخص کی مجھے لاش ملی اور نہ ہی مجھے اس کے زخمی ہونے کے نشانات ملے۔ خون کا ایک دھبہ بھی مجھے کہیں سے نہیں ملا۔ اب اسے وہ جزیرہ نگل گیا یا وہ وہاں سے خود اڑ کر چلا گیا میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔۔ انہی اثرات کی وجہ سے میں نے اس جزیرے کو پراسرار بیان کیا تھا۔

ایک اور بات بھی قابل ذکر معلوم ہوئی تھی اور وہ یہ کہ وہاں قدرتی طور پر درختوں پر لگے ہوئے پھل ضرورت سے کچھ زیادہ ہی عجیب وغریب تھے ۔ جیسے میں نے امرود کا درخت دیکھا مگر اس پر لال رنگ کے امرود لگے ہوئے تھے۔ اب یہ پتہ نہیں کہ وہ امرود تھے یا میرا وہم تھا وہ جو کچھ بھی تھا میرے اوپر سے گذر گیا۔ اس کے علاوہ بھی کچھ مزید پھل وغیرہ درختوں پر اگے ہوئے تھے مگر وہ اپنی ہیت کے اعتبار سے عجیب تھے۔ اس پر میرا شکر کہ میں نے کسی بھی چیز کو ہاتھ لگا کر کھا نہیں لیا ورنہ میں بھی اس پراسرار جزیرے کا باسی بن کر رہ جاتا۔

اس دوران وہ مجھے اپنے بارے میں بھی بتاتا رہا اور اپنی جزیرے کی باتوں میں کھویا رہا۔ سفر تھا گزر رہا تھا مگر مجھے رفتہ رفتہ یہ احساس ہونے لگا کہ ہم جہاں ایک گھنٹے قبل تھے اب بھی اسی کے آس پاس ہی چکرا رہے تھے کیونکہ اپنے آس پاس کی پہاڑی دیکھ کر مجھے کچھ کچھ اندازہ ہو رہا تھا کہ سفر کتنا گذر گیا ہے۔ مگر گذشتہ ایک گھنٹے سے یہی صورت حال تھی کہ ہم جہاں سے گزرتے کچھ دیر بعد آگے سے پھر وہی جگہ دوبارہ آجاتی تھی۔ اس بات کا ذکر میں نے اپنے ہم سفر سے بھی کیا مگر وہ مجھے کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکا۔ جب ہم ایک ہی جگہ سے

تیسری دفعہ گزرے تو مجھے شدید تشویش ہوئی کہ میں کون سے طلسم کدے میں آگیا ہوں جہاں سے بار بار گزرنے کے باوجود پھر دوبارہ گھوم پھر کر وہی جگہ آجاتی تھی۔ لیکن اس سے قبل کہ میں اس بارے میں اس سے کوئی سوال کرتا ہم وہ جگہ گزار چکے ہوتے۔ بوٹ کی رفتار بھی مناسب تھی تو پھر یہ بار بار ایسا کیوں ہو رہا تھا۔

خیر اس بار جب ہم اسی جگہ سے گزرے تو پھر وہ آگے چل کر دوبارہ ظاہر نہ ہوئی ورنہ مجھے تو سخت پریشانی لاحق ہوگئی تھی کہ میرے ساتھ یہ بار بار کیا ہو رہا تھا۔ میں کسی قسم کے طلسمی چکر میں پھنسا ہوا تھا جو مجھ پر کھل کر ظاہر بھی نہیں ہوتا تھا اور میں اس سے گزر بھی جاتا تھا۔ بہت سوچ بچار کے بعد جب مجھے کچھ بھی واضح نہ ہوا تو میں نے اس پر سوچنا ہی چھوڑ دیا ممکن تھا کہ بہت سفر کرنے کی وجہ سے تھکن ہوگئی ہو تبھی مجھے وہم ہو رہا ہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

اس وقت میں تمام مسائل کو عبور کر کے پاکستان کو الوداع کہنے کے لئے فلائٹ میں تمام ضروری چیکنگ کے بعد اپنی بزنس کلاس کی سیٹ میں بیٹھا ہوا تھا۔ میری ساتھ والی سیٹ پر ایک اسکارف والی خاتون براجمان تھیں۔ انہوں نے بھی میری طرح دبئی کے لئے اپنی سیٹ ریزو کروائی ہوئی تھی۔ میں جن حالات سے گزر کر شام پانچ بجے والی فلائٹ جو اب ساڑھے پانچ بجے جانے والی تھی اس سب سے گزرنے کے بعد اب میں نے سکھ کا سانس لیا تھا۔

یہ 1997ء کی بات ہے جس دور میں ایئرپورٹ پر اتنی سخت چیکنگ نہیں ہوا کرتی تھی۔ یہ تو نائن الیون کے بعد کچھ ایسے حالات پیدا ہوئے کہ پوری دنیا میں اسکیوریٹی کو ہائی الرٹ کر دیا گیا اور یہ سبھی کچھ بلیک ڈائمنڈ ایجنسی کے سربراہ کرنل اشر کی مرہون منت تھا کہ یہ پوری کی پوری دنیا دہشت گردی کے خوف سے جہنم بن گئی تھی اور جہنم کے سوداگر اپنی تمام تر فرعونیت کے ساتھ دندناتے پھر رہے تھے اور ہم سب کی بے بسیوں پر قہقہے لگا کر ہنس رہے تھے۔

کسی عالمی ادارے کو یہ جرات نہیں تھی کہ ان کو روک سکیں یہ پوری دنیا پر قابض ہو چکے تھے۔ پھر جہاں یہ لوگ قابض ہو جائیں وہاں عام عوام کا کیا بنتا؟ ابھی یہ تو کچھ نہیں تھا جب آنے والے وقتوں میں میں نے کرنل کے پوری دنیا کو محکوم بنانے کے نت نئے طریقے دیکھے تو میں بے اختیار سر پکڑ کے بیٹھ گیا۔ اس دور میں تو کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ سب کچھ کبھی ممکن بھی ہو گا۔ مگر کرنل اشر کے شاطر دماغ نے نہ صرف یہ ممکن کر دکھایا تھا بلکہ بعد میں تو حالات اس قدر خراب ہو گئے تھے انسانوں کو اس نے کیڑے مکوڑوں کی طرح مسل کر رکھ دیا۔ لیکن میری مجبوری تھی میں سب کچھ چاہ کر بھی کچھ نہیں پاتا تھا۔ نہ میرے پاس اتنے وسائل تھے اور نہ ہی میں افرادی قوت کی بغیر اس کے ماسٹر پلان کو نافظ ہونے سے روک سکتا تھا۔

آج جو ہم لوگوں کے اندر چپس لگا کر ان کی چیکنگ کی جاتی ہے، بڑی بڑی موبائل کمپنیوں کے تمام ڈیٹا امریکہ کی سب انٹیلی جنس ایجنسیوں کے پاس ان کے ریکارڈز نہ صرف موجود ہوتے ہیں بلکہ وہ ہمارے پرائیویسی کی دھجیاں اڑا کر ہمارا سب کچھ محفوظ کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ سب کچھ محض موبائل کے ساتھ ہی نہیں بلکہ انٹرنیٹ پر بھی یہی حال ہے۔ جس ویب سائٹ پر ہمارا جو ڈیٹا پڑا ہوتا ہے سب کا سب بیک اینڈ پر ایجنسیاں چیک کر رہی ہوتی ہیں۔ ہمارا فیس بک ٹوئٹر غرض کوئی اکاؤنٹ بھی محفوظ نہیں ہوتا اور ہم سب اپنی پرائیویسی سمجھ کر انہی کی ایجاد کردہ چیزوں کو نہ صرف استعمال کر رہے ہوتے ہیں بلکہ مزے سے دوسروں کی نظروں سے بچا کر ہم جو چیزیں پرائیویسی کے نام پر رکھتے ہیں وہ تمام میلزن چیک ہو رہی ہوتی ہیں اور یہ سارا کمال کرنل اشر کے شیطانی دماغ کا تھا۔

انٹرنیٹ کو ہماری لئے گلوبل ویلج قرار دیا گیا تھا مگر اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ وہ اس گلوبل ویلج کے نام ہم سب کو اپنا محکوم بنا لیں۔ مگر کرنل اشر جیسے شاطر یہودی دماغ نے یہ کر دکھایا تھا۔ ایئرپورٹس پر اسکینگ کے نام پر ہمارے وجود پر چڑھے ہوئے تمام لبادے ماند پڑ جاتے ہیں۔ تو یہ سب کیوں

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

پاک سوسائٹی خاص کیوں ہیں:-

ہائی کوالٹی پی ڈی ایف
ایک کلک سے ڈاؤنلوڈ
کتاب کی مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
ایڈ فری لنکس
ڈاؤنلوڈ اور آن لائن ریڈنگ ایک پیج پر
ناولز اور عمران سیریز کی مُکمل رینج

Click on http://paksociety.com to Visit Us

پاک سوسائٹی کو فیس بُک پر جوائن کریں http://fb.com/paksociety

پاک سوسائٹی کو ٹوئٹر پر جوائن کریں http://twitter.com/paksociety1

پاک سوسائٹی کو گُوگل پلس پر جوائن کریں https://plus.google.com/112999726194960503629

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براؤزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بک پر رابطہ کریں۔۔۔

ہمیں فیس بک پر لائک کریں اور ہر کتاب اپنی وال پر دیکھنے کے لئے امیج پر دی گئی ہدایات پر عمل کریں:-

http://paksociety.com

ہوا؟ کیسے ہوا؟ کیا یہ سب کچھ ویسے ہی ہو گیا؟ کیا یہ واقعی اسکیوریٹی کا تقاضہ تھا جس کی بنا پر سب ممالک نے اپنی ویزہ پالیسی میں سختی کر دی یہ اور اس جیسے بہت سے چبھتے ہوئے سوالات کے جوابات آپ آگے چل کر ملیں گے تو آپ آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔ آخر پوری دنیا پر حکومت کرنے خواب یوں تو شرمندہ تعمیر نہیں ہو گا ناں؟

بنیادی ابتدائی باتوں کے بعد جہاز نے رن پر دوڑنا شروع کر دیا۔ میرے ساتھ بیٹھی ہوئی خاتون نے میری جانب دیکھا اور پھر مسکراتے ہوئے کہنے لگی:

"سلام کیا آپ نے بھی دبئی جانا ہے یا آپ کا ارادہ وہاں سے آگے جانے کا ہے؟" اس نے پہلے میری جانب دیکھا اور پھر کھڑکی کے باہر دیکھنے لگی۔ آہستہ آہستہ جہاز اپنے پورے جوبن پر آ رہا تھا اور پھر اس نے ٹیک آف کر دیا۔ اس نے چند لمحے باہر دیکھا پھر میری جانب دیکھ کر میرے جواب کا انتظار کرنے لگی۔

میں نے سلام کا جواب دیا اور پھر عرض کی "جی میری محترم بہن میں دبئی ہی جا رہا ہوں وہیں پر میرا قیام آپ کا کیا ارادہ ہے؟"

"جی فی الحال تو یہی ارادہ ہے کہ سفر اچھا گزر جائے تو میں خدا کا لاکھ شکر کروں گی۔ پتہ نہیں یہ پاکستانی ایئر لائن کب تک پہنچاتی ہے۔ ایک تو ان کی سروس کا کچھ بھروسہ نہیں۔ ویسے کیا خیال ہے دبئی زیادہ خوب صورت ہے یا پاکستان۔۔"

"لگتا ہے کہ آپ پاکستان سے کافی بیزار ہیں۔۔۔ تبھی آپ پاکستانی ہو کر اس طرح کی باتیں کر رہی ہیں۔ میں ویسے تو قطر میں رہتا ہوں اور شیخ ہوں۔ مگر بچپن سے ہی میرا یہاں آنا جانا رہا ہے۔ میری ماں پاکستانی تھیں اور میرا باپ قطری شیخ۔ سو دونوں کے ملاپ سے آپ کے سامنے شیخ قاسم بیٹھا ہے۔ اس لئے مجھے اکثر لوگ پاکستانی ہی سمجھتے ہیں حالانکہ میں پاکستانی نہیں ہوں۔ لیکن آپ یقین کریں میں نے جس دن سے پاکستان دیکھا ہے اسی دن سے اس کا گرویدہ ہو گیا ہوں۔ اس دن سے میرا یہاں آنا جانا لگا رہتا ہے۔ مجھے تو یہ دبئی سے زیادہ پیارا لگتا ہے۔ یہاں کے لوگ بہت اچھے ہیں بہت پیار کرنے والے اور خدا ترس ہیں۔۔۔"

"آپ بالکل صحیح سمجھے بھائی۔۔۔ میں پاکستان سے کافی بیزار ہوں ابا اماں کو تو پاکستان چھوڑنے کا دل ہی نہیں کرتا پر میں یہاں سے جان چھڑا کر بھاگ آئی ہوں۔ کچھ عرصہ میں اپنی خالہ کے یہاں گزارنا چاہتی ہوں مجھے تو پاکستان کے پانی اس کے موسم اس کے کباڑ خانے سے سخت نفرت ہے۔ آپ یقین کریں پاکستان کا ہر شہر گند کے ڈھیر سے شروع ہوتا ہے اور پھر اسی پر جا کر ختم ہو جاتا ہے۔ اگر آپ نے نوٹ نہیں کیا تو اس بار جا کر ضرور کیجئے گا۔ آزمائش شرط ہے۔۔۔"

"اچھا میں نے کبھی اس پہلو سے غور ہی نہیں کیا جس پہلو کی طرف آپ نے توجہ دلائی ہے۔ اگلی بار جانا ہوا تو میں خاص طور پر اسلام آباد سے لاہور کا سفر بائے روڈ کرنا چاہوں گا آخر مجھے بھی تو پتہ چلے کہ جو آپ کہہ رہی ہیں آیا وہ درست بھی ہے یا نہیں؟۔۔۔۔۔۔۔۔ لیکن مجھے یہ نہیں معلوم کہ آپ نے پاکستان کے شمالی علاقہ جات دیکھے ہیں یا نہیں۔ میں نے دیکھے ہیں سنا ہے اگر زمین پر جنت تلاش کرنی ہے تو کشمیر کے بعد پاکستان کے شمالی

http://paksociety.com

علاقہ جات سب سے زیادہ حسین اور قدرتی خوب صورتی سے مالا مال ہیں۔۔۔۔اگر اب تک آپ نے وزٹ نہیں کیا تو میرا مشورہ ہے کہ ایک بار آپ وہ جگہیں ضرور دیکھیں۔۔۔۔"

"اوہو۔۔۔یہ آپ بھی ناں کون سی باتیں لے کر بیٹھ گئے۔میں اس وقت پاکستان کی تعریفیں سننے کے موڈ میں بالکل بھی نہیں ہوں۔اگر آپ کے پاس کوئی اور بات ہے تو پلیز وہ بات کریں برائے مہربانی مجھے اس وقت اس موضوع سے چڑ ہو رہی ہے۔"

"چلیں میں اپنی تعریفیں واپس لے لیتا ہوں اگر آپ نے نہیں ماننا تو آپ کے ماننے سے حقیقت تبدیل تھوڑی نہ ہو جائے گی۔ویسے کیا آپ کہانیاں یا ناول پڑھتی ہیں؟"

"ہاں۔۔۔یہ کی ناں آپ نے مزے کی بات۔میں بالکل پڑھتی ہوں کہانیاں کیوں نہیں پڑھتی۔مجھے بچپن سے والدین نے اسی کام کے اوپر لگا رکھا ہے کہ فالتو ٹائم میں کہانیاں پڑھنا۔میں عمرو عیار، جل پری، ٹارزن، ہرکولیس سے لے کر جو بچوں کی کہانیاں تھیں وہ سب کی سب ہی چاٹ ڈالیں۔ہمارے گھر باقاعدگی سے بچوں کے رسائل ہر ماہ آیا کرتا تھے۔جب کچھ بڑی ہوئی تو ابن صفی صاحب کو پڑھنا شروع کیا۔مجھے ان کی عمران سیر ز سے زیادہ جاسوسی دنیا بہت پسند تھی۔کرنل فریدی میرے رول ماڈل بن گئے۔مگر جلد ہی پتہ چلا کہ ان کا تو انتقال ہو گیا ہے اور آج کل بہت سے لکھاریوں نے ان کی تخلیق کا بیڑہ ہی غرق کیا ہوا ہے تو پھر میرا دل اچاٹ ہو گیا۔انہیں پڑھنا ہی چھوڑ دیا، پھر درمیان میں کچھ عرصہ اشتیاق صاحب کو پڑھا تو انکا پڑھا بھی خوب لگا۔رفتہ رفتہ ابا نے گھر میں اردو کے بڑے بڑے رسائل گھر لانا شروع کر دیئے۔اس میں سب سے پہلے حکایت آیا جہاں پر میں صابر حسین راجپوت صاحب کی شکاریات کے موضوع پر دلچسپ و عجیب کہانیاں پڑھنا شروع کیں۔پھر حکایت کے مدیر جناب عنایت اللہ کی تحریروں کو پڑھا۔اس کے بعد ایک دن پڑھتے پڑھتے میری نظر احمد یار خان صاحب پر پڑی تو ان کی جرم و سزا کے موضوع پر چھپنے والی ایک سچی کہانی پڑھ ڈالی مجھے ان کا طرز تحریر بھی اچھا لگا۔وہ وقت گزرا تو اب سے چند سال قبل سسپنس ڈائجسٹ گھر آنے لگا جس میں میں نے جناب محی الدین نواب کا نام پڑھا تو نام مجھے کچھ عجیب سا لگا لیکن جب وہاں پر ان کا سب سے لمبے سلسلے دیوتا کے بارے میں پڑھا جو گزشتہ دو عشروں سے چل رہا تھا تو بس پھر انہیں ہی پڑھنا شروع کر دیا۔مجھے ہر لکھاری میں ان کا اسلوب سب سے الگ اور ہٹ کر لگا۔بس جی یہ تھی میری کہانی بنی کی داستان اس کے بعد ایم اے راحت، طارق اسمٰعیل ساگر، طاہر جاوید مغل اور بہت سے دیگر رائٹرز کو بھی پڑھا بس اب آپ نے تو مجھے رواں ہی کر دیا۔آپ بھی کہیں گے کہ عورتیں بہت بولتی ہیں۔۔۔۔اوہو اس سارے چکر میں تو میں نے آپ کا نام ہی نہیں پوچھا اور ہماری اتنی ڈھیر ساری باتیں بھی ہو گئیں اور پتہ بھی نہیں چلا۔وہ کیا ہے ناں کہ جب بھی کہانیوں یا ناولز کا ذکر ہوتا ہے تو میں اسی میں کھو جاتی ہوں۔میرا سب سے پسندیدہ موضوع ہی یہی ہے۔۔۔۔اور پھر اس میں بہہ کر دیکھیں میں کہاں سے کہاں چلی گئی۔۔۔ویسے میرا نام آمنہ جہاں ہے میں نے ایم اے اردو ہوں کیا ہوا ہے اور کالج میں لیکچرر ہوں۔۔"اس نے مسلسل بولنے کے بعد ایک گہرا سانس لیا تو میں بے اختیار مسکرا کر رہ گیا۔اب وہ مسلسل سانس لے رہی تھی پھر کچھ ہی دیر بعد اس نے ائیر ہوسٹس سے پانی مانگا اور میری طرف دیکھنے لگی۔

"آپ سے مل کر مجھے بہت خوشی ہوئی میں شیخ قاسم ہوں۔ اپنے بارے میں تو میں پہلے ہی آپ کو بتا چکا ہوں۔ میں نے پاکستانی ناول نگاروں کو تو اتنا نہیں پڑھا بس دو تین ہیں ان میں ایک نام تو صفی صاحب کا یقیناً ہے دوسرے اقلیم علیم صاحب اور تیسرے انوار صدیقی۔ لیکن انوار صدیقی صاحب پر تو ہندو دیومالائی کہانیاں لکھ لکھ کر ان پر انہی کی چھاپ لگ چکی ہے ویسے مجھے انگریزی ادب میں شیکسپیر، ایان فلیمنگ وہی جیمز بانڈ والے اور شرلاک ہومز کے لکھاری آرتھر صاحب بہت پسند ہیں اور مزے کی بات یہ ہے کہ ان میں سے اب کوئی بھی زندہ نہیں ہے۔ ہاہاہا۔۔۔" یہ کہتے ہی میں قہقہہ لگا کر ہنس پڑا میرے جواب میں وہ بھی ہنس پڑی۔ اسی دوران ایئر ہوسٹس آمنہ جہاں کے لئے پانی لے آئی اور پھر اس نے مسکراتے ہوئے میری جانب دیکھا اور مجھے بھی پانی کی آفر کی تو میں نے انکار کر دیا۔ ابھی میرا حلق خشک نہیں ہوا تھا۔ سو میری باتوں کی گاڑی ابھی مزید چل سکتی تھی۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

جو اس سے تھوڑی بہت گپ شپ ہوئی تھی اس سے یہ معلوم ہوا تھا کہ اس کا نام وام تھا اور وہ اپنی اصل جائے پیدائش سے لاعلم تھا۔ مجھے وہ اپنے لب ولہجے سے تائیوان کا لگتا تھا البتہ اس نے اپنے آپ کو ویت نامی ظاہر کیا تھا۔ جو ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں اس نے اپنے بارے میں بتایا تھا اس کا خلاصہ کچھ یوں تھا کہ اس نے غربت میں آنکھ کھولی، بہت سے بہن بھائی ہونے کی وجہ سے وہ ماں کی ممتا اور باپ کی شفقت سے محروم رہا۔ وہ لوگ کوئی بارہ بہن بھائی تھے۔ وام بدھ مت مذہب سے تعلق رکھتا تھا اور گوتھم بدھ کی تعلیمات کو اپنی زندگی میں سنہری اصولوں کی طرح مانتا اور عمل کرتا تھا۔ بلکہ یوں کہیں کہ اس کا اوڑھنا بچھونا ہی بدمت تھا تو وہ بے جا نہ ہو گا۔

باپ شرابی ہونے کے ساتھ ساتھ جواری بھی تھا۔ جو کماتا تھا وہ سب جوئے یا نشے میں اجاڑ دیتا تھا۔ اس کی کمائی کا ذریعہ ایک بیوپاری کے یہاں خدمت گزاری تھی۔ بیوپاری بے حد امیر کبیر تھا اور اس کے گھر میں ملازموں کی ایک پوری فوج ظفر موج تھی۔ اگر اس کے گھر کو محل کہیں تو بے جا نہ ہو گا۔ وہ بیوپاری اپنی دولت کے نشے میں چار شادیاں کر چکا تھا، اب تک تھکا نہیں تھا اور نہ ہی اس کا دل بھرا تھا۔ وہ پانچویں کے لئے پر تول رہا تھا قریب تھا کہ وہ بھی ڈھونڈ کر بیاہ لاتا۔ وام کے باپ کا کام اس کی بیویوں کے ناز نخرے اٹھانا تھا اور دن میں کئی کئی گھنٹے تک صرف ان کی منہ کی طرف دیکھتا رہتا تھا۔ انہیں پانی چاہیے ہوتا تھا تو وہ بستر پر پیش کیا جاتا تھا گرمی ہوتی تھی تو انہیں پنکھا جھلنا ہوتا تھا دھوپ ہوتی تو ان کے لئے چھاؤں کرنا ہوتی تھی۔ انہیں من پسند کھانے کھلانے ہوتے تھے، جو منہ سے نکل گیا وہ کھانے کے لئے پیش کرنا ہوتا تھا۔ غرض وہ کیا کیا نخرے نہ ہونگے جو وام کے باپ نے اٹھائے تھے۔ بظاہر یہی لگتا تھا کہ اس بیوپاری کی شکل وصورت دیکھ کر نہیں بلکہ اس کی دولت اور عیاشی کو دیکھ کر عورتیں اس سے شادی کرتی تھیں اور کیوں نہ ہو جب عمر بھر کا سکون مل رہا ہو تو کون اپنے من پسند کی شادی دیکھے گا۔

http://paksociety.com

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-

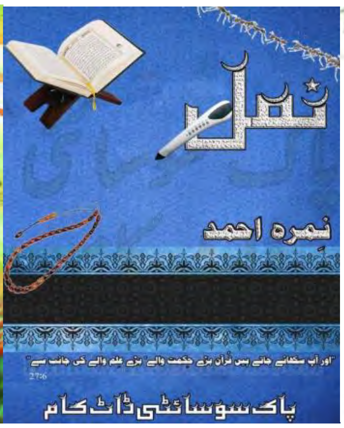

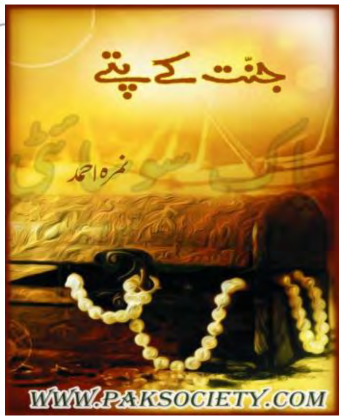

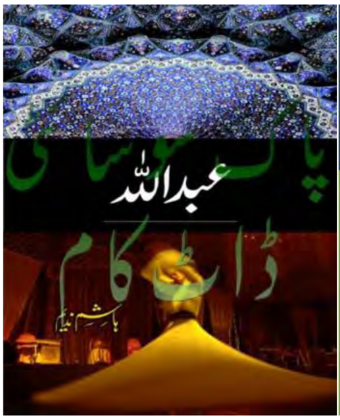

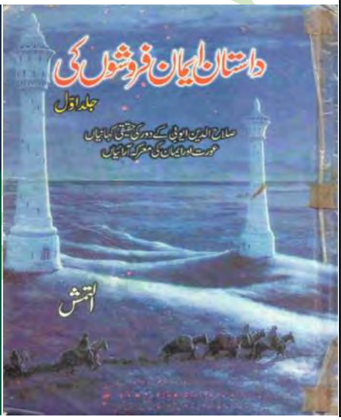

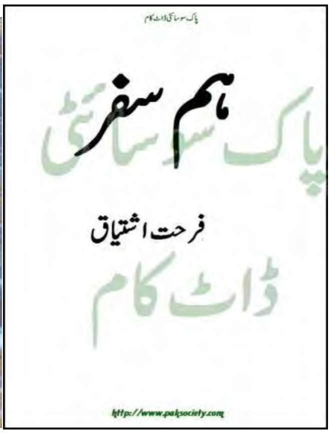

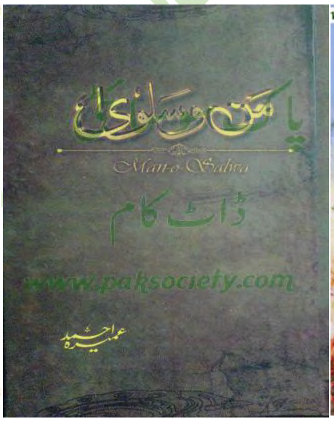

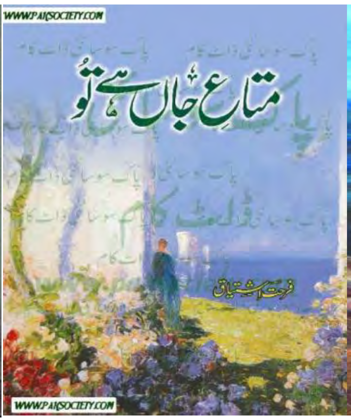

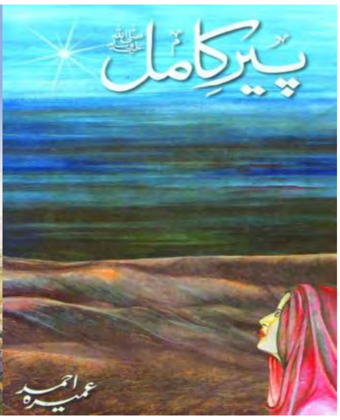

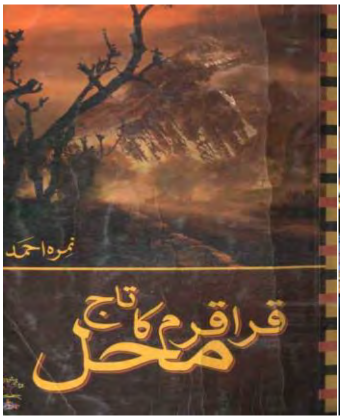

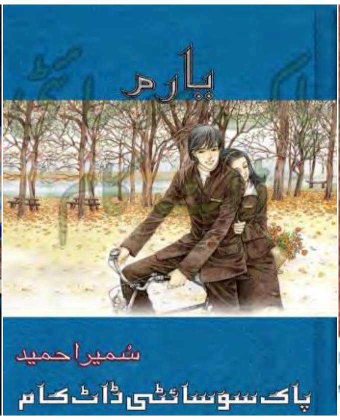

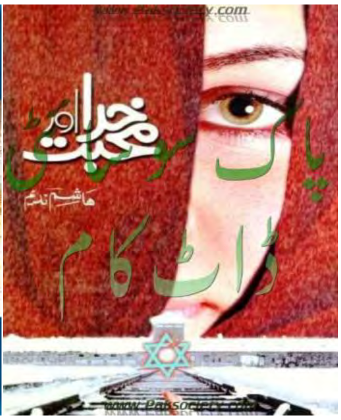

وام کے باپ کا مالک اسے اسی قسم کی مزدوری کے عیوض اسے سونے چاندی میں تول دیتا تھا۔ اس معاملے میں اس نے کبھی کنجوسی کا مظاہرہ نہیں کیا تھا وہ اپنی بیویوں کی طرح نوکروں، ملازموں کو بھی دل کھول کر نوازتا تھا۔ تو دوسری طرف اس کا باپ سب کچھ جوئے اور بھانت بھانت کے نشے میں برباد کر دیتا تا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کی نشے کی عادت اتنی زیادہ پختہ ہو گئی کہ آخر کار اسے اپنی نوکری سے ہی ہاتھ دھونا پڑے۔

دوسری جانب اس کی ماں اس کے باپ کے بالکل بر عکس بہت نیک اور مذہبی خاتون تھی۔ بدمت کی تعلیم اس نے سب بچوں کو یکساں دی تھی بے شک ایک عورت کی تعلیم ایک گھرانے کی تعلیم کے مصداق اس کی ماں نے ہر بچے کی تربیت نیکی اور بدی کے اصول پر کی تھی۔ انسانیت سے نیکی اور بھلائی کا درس ملا تو دوسری طرف اس نے اپنے بچوں کو نشے کی لت سے دور رہنے اور معاشرے میں ایک خدار شہری کی حیثیت سے زندہ رہنے کی تربیت دی۔ پس یہ وام پر اس کی ماں کی تربیت کا ہی اثر تھا کہ اس نے چھوٹی عمر میں ہی اپنے باپ کے بر عکس خوداری اور محنت مزدوری کو اپنی زندگی کا زیور بنایا اور باپ کی خصلت سے وہ دور ہی رہا۔

اس کی اسی تربیت کا ہی اثر تھا کہ اس نے جگہ جگہ اپنی محنت مزدوری کی نوکری کی تو جب اس سے وہاں کا مالک تنگ ہوتا تو اسے نوکری سے فارغ کر دیتا۔ وہ پھر دوسری نوکری کے لئے سرگرداں رہتا اور پھر یوں ہی ایک دن اسے ایک دوست ساحل سمندر پر لے گیا اور اسے بوٹ چلانا سکھائی ۔ پھر اسی بوٹ چلانے سے ہی اس کی تھوڑی بہت آمدن ہونے لگی اور عزت کی روزی روٹی کھانے لگا۔ لوگ آتے گئے اس کی بوٹ پر سواری کرتے گئے۔

پہلے پہل تو وہ کرائے کی بوٹ چلاتا تھا جس میں سے اسے جو کمائی ہوتی تھی وہ آدھی اپنے مالکوں کو دے دیتا تھا۔ رفتہ رفتہ اس نے کفایت شعاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے بہت سے پیسے بچا کر اپنی خود کی بوٹ خرید لی اور پھر مسافر کو لانے لے جانے کا کام کرنے لگا۔ اس کے علاوہ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ سامان کی ترسیل کا کام بھی کرنے لگا۔ وقت گزرتا رہا اور وہ گھر سے دور ہوتا چلا گیا۔ بس ہفتے میں ایک آدھ بار وہ اپنی ماں سے ملنے چلا جاتا تھا اور پھر واپس اسی روٹین پر آجاتا تھا۔ اس نے وہیں ساحل کنارے ایک ہٹ کرائے پر لے لیا تھا اور رات یا جب کبھی وہ تھک جاتا تو وہیں جا کر سو جایا کرتا تھا۔ یوں اس کی زندگی کا کاروباری رواں دواں تھا۔

ایک دن اچانک اس جانب روسی فوجی آنکلے، اب یہ محض اتفاق تھا یا اس کی روزی روٹی کا مستقل بندوبست ہونے والا تھا۔ بس خدا کی کرنی ایسی ہوئی کہ روسی فوجیوں کی نظر اس پر پڑ گئی۔ پھر کیا تھا؟ اسے وہ لوگ دور اسی پر اسرار نامعلوم جزیرے پر لے گئے جہاں سے ہم لوگ ابھی آرہے تھے ۔ ان لوگوں نے اس جزیرے کا نام ڈراک آئی لینڈ رکھا ہوا تھا۔ اس جزیرے کی خاص بات یہ تھی کہ اتنا عرصہ پانی پر سفر کرنے کے باوجود بھی وام اس جزیرے کو نہیں جانتا تھا۔ گویا یہ اس کے لئے ایک نئی دریافت تھی جو روسی فوجیوں کی بدولت ہوئی تھی۔

http://paksociety.com

یوں وہ ان کے ساتھ ہر دوسرے تیسرے یا ہفتے میں ایک بار ان کے ساتھ جانے لگا اور رفتہ رفتہ ان کا آپس میں اعتماد بحال ہوا تو انہوں نے اسے ماہانہ معقول اجرت پر ہائر کر لیا اور ایسا کیا کہ یہ ہر ماہ اسے ایڈوانس دے دیا کرتے تھے۔ یوں اس کی زندگی مزید سہل ہو گئی۔ اس جزیرے کی اصل حقیقت کیا تھی یہ وام بھی نہیں جانتا تھا۔ اس سے میں نے اس کی پر اسراریت کے بارے میں سوال کیا تو اس نے کہا کہ میں کیا جانوں اس کی حقیقت کیا ہے اور مجھے کچھ جاننا بھی نہیں کیونکہ مجھے کیا جو بھی ہے میری بلا سے ہوتا رہے میرا کام ان روسیوں کو لانے لے جانے والا تھا وہ کام میں کر رہا تھا اور اسی کی مجھے اجرت ملتی تھی سوال کرنے یا گپ شپ لگانے کی نہیں۔ یہ تو آپ نے لگالی تو میں آپ کے سامنے کھل گیا ورنہ میں یوں کسی کے سامنے آسانی سے نہیں کھلتا۔ گم گو ہوں اپنے کام سے کام رکھتا ہوں۔ اپنی روزی روٹی ہے لگی ہوئی سو کاروبار چل رہا ہے۔

اس کی بات نہایت معقول تھی یہ کام اس کا نہیں تھا، اس کے بعد اس نے بتایا کہ انہوں نے ایک اور بوٹ والا بھی ماہانہ کرائے پر رکھ لیا تو اس کی بھی روزی روٹی لگ گئی۔

اس کی اور میری باتیں ابھی جاری تھیں کہ اچانک ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے بیچ سمندر میں خیرت انگیز طور پر ہماری نظروں کے سامنے چند کشتیاں نمودار ہوئیں اور انہوں نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ان پر سے لمبے تڑنگے حبشی ہمیں بری طرح سے گھور رہے تھے اور ان کے ہاتھوں جدید اور قدیم آتشی اسلحہ بھی موجود تھا۔ جس کا رخ یقیناً ہماری طرف تھا بظاہر اپنے حلیوں سے وہ قزاق معلوم ہوتے تھے۔ ان کو دیکھ کر وام کی حالت پتلی ہو گئی وہ ڈر کے مارے میرے پیچھے آکر چھپ گیا۔ وہ چھپ کر جاتا تو آخر کہاں جاتا انکی نظریں تو ہر سو ہم پر گھڑی ہوئی تھیں۔

اس سے قبل کہ میں ان کے بارے میں مکمل حقیقت جان پاتا کہ وہ لوگ کون ہیں اور یوں اچانک کیسے اور کہاں سے نمودار ہو گئے ہیں ایک سوئی شوں کی آواز کے ساتھ ٹھیک میرے دائیں کان کے نیچے آکر پیوست ہو گئی۔ آن کی آن میں میرے دیکھتے ہی دیکھتے ایک اور سوئی اسی طرح شوں کی آواز کے ساتھ اڑتی ہوئی ٹھیک وام کے بھی دائیں کان پر آکر لگی۔ اگلا منظر جو میں نے دیکھا وہ یہ تھا کہ انہی میں سے کسی حبشی نے ایک قدیم پائپ منہ میں دبا رکھا تھا جس کو پھونک مارتے ہی اس میں سے خونی سوئیاں نکل آکر ہمیں لگیں۔

بس پھر کیا تھا میری آنکھوں کے سامنے منظر دھندلانے لگے۔ میرے خیال میں یہی حالت وام کی بھی ہو رہی تھی۔ رفتہ رفتہ ایک بار پھر سے دماغ کی اسکرین پر اندھیرا چھانے لگا۔ مگر ہوش بحال رہا۔ ہم دونوں ایک ساتھ دھڑام سے نیچے آرہے۔ ان سوئیوں سے کچھ نشہ ساطاری ہو گیا تھا لیکن بے ہوشی نہ ہوئی۔ میرا جسم چند سیکنڈ میں سُن ہو گیا۔ اب مجھے اپنے گرد و پیش میں سب کچھ نظر آرہا تھا مگر میرے احساسات دب گئے تھے۔ میں اب کسی قسم کا درد محسوس نہیں کر رہا تھا۔ ان خونی سوئیوں نے اپنا کام دکھایا تھا، اب میں سب کچھ دیکھنے کے باوجود حرکت نہیں کر سکتا تھا۔ یہی حالت وام کی رہی ہو گی۔ تھوڑی ہی دیر میں بہت سارے حبشی اچھلتے کودتے ہوئے بوٹ پر سوار ہو گئے۔ انہوں نے تو اپنے نزدیک ایک بہت بڑا کارنامہ کیا تھا۔۔۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

☆☆☆☆☆☆☆

"پی لو پی لو شیخ قاسم بھائی میں آپ کو چین سے نہیں بیٹھنے دوں گی۔ آپ میرے ساتھ رہو گے تو آپ کو مسلسل بولتے رہنا ہو گا۔ کیونکہ مجھے تو سب لوگ بولنے والی مشین کہتے ہیں۔ بس ایک بار میرا بولنے کا بٹن پریس ہو جائے تو پھر یہ آسانی سے آف نہیں ہوتا۔ میں آپ کو سارا راستہ بور کرتی رہونگی۔۔۔" اس نے پانی پینے کے دوران کہا تو اس کی یہ بات سن کر ائیر ہوسٹس بھی مسکرائی اور پھر وہاں سے چلی گئی میں بھی آمنہ کی بات پر بے اختیار مسکرا دیا۔

"جب بولنے والی مشین آپ ہوئیں تو میں کیوں پانی پینے لگا۔ وہ تو آپ کو ہی پینا چاہیے اور جب میرے سامنے کوئی بہت بولنے والا آتا ہے تو میں اس دوران اکثر اوقات خاموش رہ کر دوسروں کی علمی قابلیت سے مستفید ہوتا ہوں۔ بس یہی میری کامیابی کا راز ہے آج تو اتفاق سے آپ مل گئیں تو سوچا آپ سے ہی دو چار باتیں سیکھ لی جائیں ویسے بھی آپ کالج میں پڑھاتی ہیں چلو اس بہانے آپ کا لیکچر سننے کا موقعہ مل جائے گا۔" میں نے اس کی تعریف کی تو وہ خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی۔ مجھے لگ رہا تھا کہ غیر محسوس طریقے سے وہ آسمانوں میں پرواز کرنے لگی تھی۔

میں یہاں ایک بات واضح کر دوں کہ چونکہ میں امریکی جاسوس ڈیوڈ کا کردار نبھا رہا تھا تو آپ لوگوں کے ذہن میں یہ سوال یقیناً ہو گا کہ وہ اتنی اچھی اردو کیسے جانتا تھا تو اس کا جواب بھی آپ جان لیں۔ ڈیوڈ دنیا کی بہت سے زبانیں باخوبی سمجھ اور بول لیتا تھا۔ اس میں یہ قدرتی قابلیت تھی کہ وہ بہت کم عرصے میں ایک نئے زبان سیکھ لیتا تھا۔ اس نے اس کے لئے خصوصی طور پر اپنی ذاتی لائبریری میں دنیا کے ہر ادب کی کتابیں رکھی ہوئی تھیں۔ جن میں پاکستانی لٹریچر بھی شامل تھا۔ اسے یہ سب کچھ اپنی فیلڈ کی وجہ سے کرنا پڑا اسے لئے تو وہ بلیک ڈائمنڈ گروپ کا ڈائمنڈ تھا اس میں کئی خداداد صلاحیتیں تھیں۔ کبھی کبھی ایسا بھی موقع آتا تھا کہ اسے کئی کئی ماہ تک کام کی شکل دیکھنا نصیب نہیں ہوتی تھی تو وہ کتابوں میں ہی مشغول رہتا تھا۔ اس لئے اسے اردو زبان پر بھی مکمل عبور تھا اور اس سے قبل بھی وہ خفیہ طور پر پاکستان آتا رہا تھا۔ اس لئے اسے ان معاملے میں کوئی دقت نہیں ہوتی تھی۔ اب یہ میرا چیلنج تھا کہ میں بھی دنیا کی باقی زبانوں پر بالکل اسی طرح عبور حاصل کروں جس طرح ڈیوڈ کو حاصل تھی۔

خیر ہمارے درمیان چھوٹی موٹی نوک جھونک کافی دیر تک جاری رہی پھر اچانک ہی طیارے میں ایک ایسا اعلان ہوا جسے میں اور آمنہ جہاں سن کر حیران رہ گئے۔

"خواتین وحضرات آپ سب سے انتہائی معذرت کے ساتھ چند تکنیکی خرابیوں کی وجہ سے ہمیں اپنی فلائٹ ہنگامی طور پر ایران کے دارالحکومت تہران میں لینڈ کرنا پڑ رہی ہے۔ جس سے یقیناً آپ کو تھوڑی سی تکلیف کا سامنا ضرور کرنا پڑے گا۔ اس کے لئے ہم آپ سے بہت معذرت خواہ ہیں۔ لیکن میں امید کرتی ہوں کہ ہم جلد ہی اپنی خرابیوں پر قابو پا کر دبئی کے لئے روانہ ہو جائیں گے۔ مجھے امید ہے کہ آپ ہماری مشکلات کو سمجھتے

http://paksociety.com

پاک سوسائٹی پر موجود مشہور و معروف مصنفین

عُمیرہ احمد	صائمہ اکرام	عُشنا کوثر سردار	اشفاق احمد
نمرہ احمد	سعدیہ عابد	نبیلہ عزیز	نسیم حجازی
فرحت اشتیاق	عفت سحر طاہر	فائزہ افتخار	عنایت اللّٰہ التمش
قُدسیہ بانو	تنزیلہ ریاض	نبیلہ ابر راجہ	ہاشم ندیم
نگہت سیما	فائزہ افتخار	آمنہ ریاض	مُمتاز مُفتی
نگہت عبدُاللّٰہ	سباس گُل	عنیزہ سید	مُستنصر حُسین
رضیہ بٹ	رُخسانہ نگار عدنان	اقراء صغیر احمد	علیم الحق
رفعت سراج	اُمِ مریم	نایاب جیلانی	ایماءے راحت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود ماہانہ ڈائجسٹس

خواتین ڈائجسٹ، شُعاع ڈائجسٹ، آنچل ڈائجسٹ، کرن ڈائجسٹ، پاکیزہ ڈائجسٹ، حناء ڈائجسٹ، رِدا ڈائجسٹ، حجاب ڈائجسٹ، سسپنس ڈائجسٹ، جاسُوسی ڈائجسٹ، سرگُزشت ڈائجسٹ، نئے اُفق، سچی کہانیاں، ڈالڈا کا دسترخوان، مصالحہ میگزین

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی شارٹ کٹس

تمام مُصنفین کے ناولز، ماہانہ ڈائجسٹ کی لسٹ، کِڈز کارنر، عمران سیریز از مظہر کلیم ایم اے، عمران سیریز از ابنِ صفی، جاسُوسی دُنیا از ابنِ صفی، ٹورنٹ ڈاؤنلوڈ کا طریقہ، آن لائن ریڈنگ کا طریقہ،

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بک پر رابطہ کریں۔۔۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

ہوئے درگزر فرمائیں گے۔"نسوانی آواز میں کیا گیا یہ اعلان یقیناً میرے لئے حیرانگی کا باعث تھا اور میرے ساتھ ساتھ آمنہ جہاں کی بھی شکل پر بارہ بج گئے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

(جاری ہے)

آپکی قیمتی رائے کا انتظار رہے گا۔۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام